احکام شریعت

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی



مسلکِ اہلِ سُنّت کے مطابق روزمرّہ شرعی مسائل کا مُستند مجمُوعہ

احکامِ شریعت

تینوں حصے مکمل معہ ملفوظات

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری قدس سرہ العزیز

شبیر برادرز ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور

فون ـــــــــــ ۴۲۳۲۵۰۶

نام کتاب ———— احکام شریعت (مکمل تین حصے)
نام مصنف ———— اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رح
سال طباعت ———— ۱۹۹۶ء
ناشر ———— شبیر برادرز۔ اردو بازار لاہور
قیمت ———— ۹۰/- روپے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

تعارف کتاب و مصنّف

احکامِ شریعت

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانی زندگی کا جو نسخۂ حیات قرآن اور اسوۂ رسول کی صورت میں دیا ہے اسے شریعت کہتے ہیں اور یہی اسلامی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔ ہماری زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اسلام میں واضح احکامات موجود ہیں۔ ان احکامات میں عقائد، عبادات، انصاف، معاش، سماج، ثقافت جیسے دیگر معاملات زندگی شامل ہیں اور اسلامی شریعت ان تمام موضوعات پر مسائل کے سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

اسلامی مسائل کا ماخذ قرآن و سنت، قیاس اور اجماع ہے۔ اسلامی زندگی کے بنیادی اصول قرآن و سنت میں موجود ہیں مگر ایسے مسائل جو ہر خطہ کے مخصوص ماحول اور وقت گزرنے کے ساتھ اقدارِ زندگی میں تبدیلی کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں کتاب و سنت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں قیاس اور اجماع سے حل کیا جاتا ہے۔ طلوعِ اسلام سے لے کر آج تک سینکڑوں اللہ کے بندوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں آئے دن کے پیچیدہ مسائل کا جواب دیا اور بے شمار شرعی مسائل کی کتب آج تک لکھی جا چکی ہیں۔ احکامِ شریعت بھی انہی کتب کی ایک کڑی ہے جو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی تصنیف کردہ ہے۔

احکامِ شریعت ان سوال و جواب کا مجموعہ ہے جو اعلیٰ حضرت پر وقتاً فوقتاً شرعی احکام کے سلسلے میں کیے گئے ان میں زیادہ تر مسائل روزمرہ کی زندگی کے متعلق ہیں۔ یہ مسائل تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت کے ملفوظات بھی ہیں۔ مسائل کے جوابات میں خوبی یہ ہے۔

کہ جن مسائل کے بارے میں کوئی واضح قرآنی حکم موجود ہے تو آپ نے پہلے اسے بیان کیا پھر اپنے جواب کی حمایت میں سند کے طور احادیث پیش کی ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ قرآن و سنت میں واضح نہیں تو اسے سابقہ اہل سنت کے فتاووں کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح یہ حقیقت بالکل واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے احکام شریعت کے مسائل کے جوابات میں بڑی دوراندیشی سے کام لیا ہے اور جوابات میں حق بات کہی ہے۔ ان خوبیوں کے پیش نظر روزمرہ کے مسائل جاننے کے لیے ہر عاقل اور بالغ مسلمان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت برصغیر پاک وہند کی وہ شخصیت تھی جو تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں علم وعرفان کی دنیا میں مثل آفتاب چمکی اور برصغیر میں فروغ اسلام کے لیے انھوں نے گراں قدر خدمات اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو تاریخ پاک و ہند میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ اہل اسلام کے عظیم محسن اور رہنما تھے۔

خاندان اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے آباؤ اجداد کا تعلق پٹھان خاندان کے قبیلہ بڑہیچ سے تھا جو کسی زمانے میں قندھار میں رہتے تھے لیکن عہد مغلیہ میں وہاں سے ہجرت کر کے ہندوستان آگئے اور یہاں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کے خاندان کے اکثر افراد مغلیہ دور میں معزز عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کے جد امجد حضرت محمد سعید اللہ خان صاحب شش ہزاری منصب پر فائز تھے اور شجاعت جنگ آپ کا خطاب تھا۔ ان کے صاحبزادے سعادت یار خاں صاحب کو حکومت کی طرف سے مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیل کھنڈ بھیجا گیا۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا صوبیدار بنانے کا شاہی فرمان آیا لیکن وہ ایسے وقت آیا جبکہ وہ بستر مرگ پر تھے۔

پیدائش

آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے آپ کا نام محمد رکھا گیا لیکن آپ کے والد ماجد اور دیگر عزیز و اقارب شفقت اور پیار سے احمد میاں کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ مگر آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا نام احمد رضا رکھا اور بعد ازاں آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔
مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن حضرت مولانا رضا علی خان مولانا حافظ محمد کاظم علی خان بن شاہ محمد اعظم خان بن مولانا محمد سعادت یار خان بن مولانا سعید اللہ خان آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان اور جد امجد مولانا رضا علی خاں اپنے زمانے میں متحدہ ہندوستان میں معروف عالم دین اور بلند پایہ مفتی اور صاحب دل تھے۔

حصول علم

آپ نے دینی علوم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کیے آپ کے والد چونکہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ اس لیے انھوں نے خصوصی توجہ سے آپ کو ابتدا میں قرآن پاک ناظرہ پڑھانا شروع کیا حتیٰ کہ صرف چار برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد صرف و نحو کی کتابیں مولانا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان سے حاصل کیے۔ تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت حاصل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیبِ سر فرمائی۔

فتویٰ نویسی

آپ کے والد ماجد نے تعلیم سے فارغ ہوتے ہی فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ آپ نے پہلا فتویٰ دستار بندی کے اگلے روز ۱۵ شعبان ۱۲۸۶ھ کو لکھا۔ اس کے بعد آخری دم تک فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ "فتاویٰ رضویہ" آپ کا بلند پایہ شاہکار ہے اور بارہ ضخیم جلدوں میں ہے جو فقہ حنفی کا نہایت تحقیقی جامع اور قابل قدر ذخیرہ ہے۔

اپنی راہ کے کس موڑ پر کج رفتار ہو جاتے ہیں۔

بے مثل قوت حافظہ

اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ بے نظیر تھی۔ آپ کی بے مثل ذہانت اور حیرت انگیز قوت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تکمیل فتویٰ میں جو حضرات آپ کے معاون ہوتے جب انہیں کوئی جزئیات فقہ کتب فقہ میں نہ ملتیں تو آپ ان کی راہنمائی فرماتے اور یہاں تک فرما دیتے کہ یہ فلاں کتاب جلد فلاں کے فلاں صفحہ اور سطر میں ہے اور واقعی جب فقہ کی کتب میں وہ جزئیات تلاش کی جاتیں تو وہ واقعی اسی کتاب اور صفحہ پر ہوتیں جہاں اعلیٰ حضرت نے بتایا ہوتا۔ مولانا حسین احسان ابتدائی تعلیم میں آپ کے ہم سبق تھے۔ ان کی روایت ہے کہ "شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ کبھی چوتھائی سے زیادہ کتاب اُستاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھ کر یاد کر کے سنا دیا کرتے"

آپ کی قوت حافظہ کا اندازہ اس طرح بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے افتاء وغیرہ کی مشغولیت کے باوجود صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ بعض لوگ آپ کے نام کے ساتھ حافظ کا لفظ لکھ دیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ان بندگانِ خدا کا کہنا غلط نہ ہو ہمیں قرآن پاک یاد ہی کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں عشاء کے بعد تراویح میں حافظ صاحب سے پارہ سن کر دور فرمالیتے اس طرح رمضان شریف کے تیس دنوں میں پورا قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا انعام بھی تھا اور حافظے کی کرامت بھی۔

اگر کوئی باآوازِ بلند قرآن پاک پڑھ رہا ہوتا اور اعراب کی غلطی کرتا تو آپ کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوتے اسے فوراً ٹوک دیتے تھے اور اصلاح فرما کر یہ بھی بتا دیتے کہ وہ کس پارے کے کس رکوع کی کس آیت کے کس لفظ پر لغزش کا شکار ہوا ہے۔

بیعت و خلافت

آپ میں حصولِ روحانیت کا جذبہ فطری طور پر موجود تھا اور جونہی آپ جوان ہوئے تو اس میں خود بخود نکھار پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ لیکن رہنمائی کے لیے پھر بھی کسی رہبر کامل کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان

کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی اپنے دور سلوک و طریقت میں امام الاولیاء تھے اور انھوں نے یک نگاہ میں آپ کو کامل کر دیا پھر آپ کے مرشد نے آپ کو اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔

یہ دیکھ کر دیگر حاضرین کو رشک ہوا اور عرض کی حضور! اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! تم "احمد رضا" کو کیا جانو۔ یہ فرما کر رونے لگے اور فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آلِ رسول! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا اور فرمایا کہ یہ چشم و چراغ خاندانِ برکات ہیں اوروں کو تو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بالکل تیار آئے تھے انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

آپ کو صوفیاء کے مختلف سلاسل میں خلافت حاصل تھی۔ مگر سلسلہ قادریہ کو آپ نے بہت فروغ دیا۔

سعادتِ حج و زیارتِ حرمین

بیعت سے ایک سال بعد یعنی ۱۲۹۵ھ میں آپ کو اپنے والدین کی معیت میں پہلی بار حج بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں حرمین و شریفین کے اکابر علماء اور شیوخ سے آپ کی ملاقاتیں رہیں مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمٰن سراج وغیرہم۔ ان دو حضرات سے آپ نے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ اسی سفر مقدس میں آپ نے نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی۔ بعد از نماز امام شافعیہ حسین بن صالح بغیر کسی تعارف کے آگے بڑھے اور اعلیٰ حضرت کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی پیشانی کی طرف دیکھتے رہتے ہیں اور جوشِ عقیدت میں ان کے منہ سے نکلتا ہے۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرُ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ۔

بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں۔

بعد ازاں شیخ حسین بن صالح کو اعلیٰ حضرت نے صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے تحفظ خاص سے عنایت فرمائی اور ان کا نام شیخ ضیاء الدین احمد

دکھا، شیخ نے اپنی ایک کتاب "الجواہر المضیۃ" پر شرح لکھنے کی فرمائش کی۔

جب آپ دوسری دفعہ حج کو گئے تو وہاں طبیعت علیل ہو گئی محرم کے آخری دنوں میں طبیعت بحال ہوئی تو آپ نے غسل فرمایا پھر آپ نے دیکھا کہ یکدم بادل چھا گئے ہیں حرم شریف تک پہنچتے ہوئے بارش شروع ہو گئی اسی اثناء میں آپ کو ایک حدیث یاد آگئی کہ جو بارش میں طواف کرے تو رحمت الٰہی میں تیرتا ہے آپ نے اسی وقت حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف شروع کر دیا لیکن آپ نے محسوس کیا کہ آپ دوبارہ بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ مولانا سید اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک ضعیف حدیث کے لیے اپنی صحت کی پرواہ نہ کی آپ نے جواب دیا کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر الحمداللہ امید قوی ہے۔

شعر گوئی میں آپ کا مقام

اعلیٰ حضرت کو شعر گوئی میں بھی بہت بلند مقام حاصل تھا اور آپ کی شعر گوئی مدحت رسول کے ساتھ وابستہ ہے یعنی آپ کی شاعری کا مقصد صرف نعت گوئی ہے پھر شعر و ادب میں نعت گوئی ایک مشکل صنعت ہے کیونکہ عام شاعر آزاد ہوتا ہے لیکن نعت گوئی میں یہ آزادی نہیں بلکہ نعت گوئی میں ہر مقام پر تعظیم اور حدود شرع کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ آپ کی زبان و بیان بڑی دلکش اور جاذب ہے پھر آپ نعت گوئی میں عشق رسول کے بحر بیکراں میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں آپ نے اپنے اشعار میں جس چیز پر زیادہ زور دیا وہ عشق رسول کی پاس داری ہے اور یہی درس آپ نے اپنی نعت گوئی میں دیا ہے کہ جب تک مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو عقیدت اور محبت کا مرکز نہیں بنائیں گے وہ نجات نہیں پا سکتے۔

کلام رضا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رسول اکرمؐ کو باطنی آنکھ سے سامنے دیکھ کر جو قلبی واردات آپ پر پیدا ہوتی ہے آپ اسے کہہ ڈالتے ہیں جس سے شعر میں سوز و محبت اور مدحت رسول کا ایسا انداز پیدا ہوتا ہے کہ ہر درد رکھنے والا مسلمان آپ کے اشعار کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتا ہے۔

علوم قرآن میں مہارت

اعلیٰ حضرت کو علوم قرآن میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ آپ کے علم قرآن کا اندازہ آپ کے قرآن پاک کے

ترجمے کنزالایمان سے بخوبی لگایا جا سکتا۔ جو دیگر تراجم سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے آپ نے ترجمے میں آداب اور حقائق کی وضاحت کو ہر ممکن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے اور کسی مقام پر بھی ترجمہ قرآن پاک کی اصل حقیقت اور روح سے دور نہیں ہوتا۔ کنزالایمان گوناگوں خوبیوں کی بنا پر بہت مشہور ہے۔

آپ نے فتویٰ میں جن قرآنی آیات سے استنباط کر کے مسائل کا حل پیش کیا ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے نہایت ہی موزوں ہیں جس سے علوم قرآن میں آپ کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر آپ کو قرآن پاک کی تلاوت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ بارہا آپ جب تلاوت فرماتے تو اشک بار ہو جاتے۔

اعلیٰ حضرت کا علم حدیث

قرآنی حقائق اور مسائل کی اس وقت تک وضاحت نہیں ہو سکتی جب تک کہ صحیح علم حدیث نہ ہو۔

اس لیے احیائے دین کے لیے قرآن پاک کے علاوہ حدیث و سنت مطہرہ پر کامل عبور کا حاصل ہونا نہایت ہی ضروری ہے لہٰذا امام احمد رضا خاں بریلویؒ علم الحدیث میں بھی بڑے راسخ تھے۔ چونکہ آپ کے علم الحدیث کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جتنی احادیث فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت آپ کے پیش تھیں۔

علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے، اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب و تدریب میں وہی لفظ مل جاتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے سلسلے میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

علم فقہ میں اعلیٰ حضرت کا مقام

اعلیٰ حضرت علم فقہ میں بھی متبحر عالم دین تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں جو علمی گہرائی پائی جاتی ہے۔ وہ دوسرے فتووں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور خاص کر اختلافی مسائل میں انھوں نے جو سینکڑوں چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے ہیں اور ان میں جس

اسلوب اور بحر بی کے ساتھ فقہ حنفی کی حمایت کرتے ہوئے ان اختلافی مسائل کا حل پیش کیا ہے وہ آپ کے علم و فضل کا منہ بولتا ثبوت ہے اور آپ کی علم فقہ میں اس مہارت کا اعتراف بے شمار علماء نے کیا ہے۔

آپ اہل علم کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس عموماً علماء کرام تشریف لاتے رہتے تو آپ حسب توفیق ان کی خدمت کرتے اور حسب مراتب کسی کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ فرماتے۔

فتویٰ صادر کرنے کی خداداد صلاحیت

فتویٰ صادر کرنے کی صلاحیت آپ میں خدا داد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیان مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں۔ اتنی آوازوں میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا، جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح مصنفین کی تائید و تصحیح علاوہ زبانی سوالات کے تشفی بخش جوابات عطا ہو رہے ہیں اور فلسفیوں کے اس خبط لَا یَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ اِلَّا الْوَاحِد۔ (ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے۔) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں، وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرمادیا کرتے تھے۔

تصانیف

آپ کی تصانیف بے شمار ہیں چودہ سال کی عمر سے آپ نے مسلسل لکھنا شروع کیا اور آخری دم تک لکھتے رہے اس عرصہ کے دوران آپ نے تقریباً ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھیں جن میں چھوٹی بڑی کتب اور رسائل سبھی

شامل ہیں جو موضوع کے اعتبار سے مختلف علوم پر محیط ہیں۔

آپ کی سب سے بڑی کتاب فتاویٰ رضویہ ہے جو بارہ جلدوں میں ہے جس میں مسائل کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے پڑھنے والے حضرات فوراً مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

تصنیف وتالیف کا زیادہ کام آپ نے عمر کے آخری حصہ میں کیا اس کے بارے حضرت سید ابو برکاتؒ فرماتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت کی عمر ۵۰ برس ہو گئی تو آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیف وتالیف کی طرف مبذول کر دی اور اسی زمانے میں آپ نے زیادہ کتب تحریر کی ہیں۔

تحریک پاکستان کی حمایت

اعلیٰ حضرت اور آپ کے ساتھیوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں دوقومی نظریے کا پوری طرح پرچار کیا آپ کے خلفاء صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی اور بعد ازاں اس پلیٹ فارم سے انھوں نے تحریک پاکستان کے لیے بہت کام کیا۔

اخلاق وعادات

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نائب غوث الاعظم مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ، نہایت عمدہ اور اچھے اخلاق وعادات کے مالک تھے۔ پوری زندگی حب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری۔ اپنی ذات کے لیے نہ کبھی کسی سے انتقام لیا نہ کبھی شکایت کی۔ البتہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہوتا تو کسی سے ہرگز رعایت نہ کرتے۔ نماز پنجگانہ باجماعت نہایت اہتمام سے ادا کرتے حتیٰ کہ شدید بیماری کی حالت میں بھی کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں آتے اور جماعت سے نماز ادا فرماتے۔

فرض نماز عمامے اور انگرکھے کے بغیر ہرگز نہ ادا فرماتے۔ ایک موقع پر شدید علالت کی وجہ سے نماز میں قرأۃ دشوار ہو گئی تو آپ فرائض اور سنن کسی اور کی اقتداء میں ادا